قوالی اور گانا بجانا



تالیف / امام ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ (620ھ)

ترجمہ تحقیق و تعلیق / غازی عزیر

توجہ فرمائیں

منہاج السنۃ النبویہ لائبریری

(رجسٹرڈ) حیدرآباد دکن۔

پر اپلوڈ کی جانے والی تمام کتب، تحقیقی مضامین ورسائل، نیز کتب ورسائل کا کوئی ایک ضروری حصہ، عام قارئین کے مطالعے کے لئے اور دعوتی، اصلاحی اور تربیتی مقاصد کی خاطر اپلوڈ کیا جاتا ہے۔

تنبیہ:

کسی بھی کتاب یا اس کے حصہ کو تجارتی یا مادی نفع کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے، نیز یہ عمل اخلاقی، قانونی وشرعی جرم بھی کہلائے گا۔

Minhaj-us-Sunnat-un-Nabawiya Library,

Hyderabad, TS

قوالی اور گانا بجانا



© مكتبة دار السلام، ١٤٢٥ هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
المقدسي، عبدالله أحمد
سماع الاغناء (اردو). / عبدالله احمد المقدسي - الرياض، ١٤٢٦ هـ
٤٠ ص ، ١٤×٢١ سم
ردمك: ٤-٣٠-٧٣٢-٩٩٦٠
١- الغناء أ. العنوان
ديوي ٢٩٥,٧٢ ١٤٣٦/٢٠٧
رقم الإيداع: ١٤٢٦/٢٠٧
ردمك: ٤-٣٠-٧٣٢-٩٩٦٠

نامِ کتاب : قوالی اور گانا بجانا
مصنف : امام ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ

منتظمِ اعلیٰ : عبدالمالک مجاہد

مترجم : غازی عزیر

تحقیق وتعلیق : غازی عزیر

دارالسلام پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

سعودی عرب (ہیڈ آفس)
پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب
فون: 4033962-4043432 1 00966 فیکس: 4021659
Website: http://www.dar-us-salam.com E-mail: riyadh@dar-us-salam.com
● طریق مکہ۔ العلیا۔ الریاض فون: 4614483 1 00966 فیکس: 4644945 ● جدہ فون: 6879254 2 00966 فیکس: 6336270
● شارع الاربعین۔ السلز۔ الریاض فون: 4735220 فیکس: 4735221 ● الخبر فون: 8692900 3 00966 فیکس: 8691551
● مدینہ منورہ موبائل: 0503417155

شارجہ فون: 5632623 6 00971 فیکس: 5632624 لندن فون: 5202666 208 0044 فیکس: 5217645 208
امریکہ ● ہوسٹن فون: 7220419 713 001 فیکس: 7220431 ● نیویارک فون: 6255925 718 001 فیکس: 6251511

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)
● 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092 فیکس: 7354072
website: www.darussalampk.com e-mail: info@darussalampk.com
● غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703 ● موُن مارکیٹ اقبال ٹاؤن۔ لاہور فون: 7846714
● Z-110,111 (D.C.H.S) مین طارق روڈ (بالمقابل فری پورٹ شاپنگ مال) کراچی فون: 4393936-21-0092 فیکس: 4393937

قوالی اور گانا بجانا

تالیف

امام ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ

(620ھ)

ترجمہ تحقیق وتعلیق

غازی عزیر



دارُالسّلام

کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

ریاض • جدہ • شارجہ • لاهور

کراچی • لندن • هیوسٹن • نیو یارک

بسم الله الرحمن الرحيم

عرض مترجم

«إِنَّ الْحَمَدَ لله، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللهِ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ» أما بعد:

پیش نظر کتاب ''قوالی اور گانا بجانا'' ہدیۂ قارئین ہے۔ یہ کتاب دراصل ان تمام امور کے متعلق شیخ الاسلام امام المجتہد علامہ موفق الدین ابی محمد عبداللہ ابن احمد بن محمد المقدسی الدمشقی الحنبلی المعروف بابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ (متوفی 620ھ) کے ایک وقیع فتویٰ کا اردو ترجمہ ہے جو شیخ زہیر الشاویش حفظہ اللہ (صاحب مکتب الاسلامی، دمشق) کی کوشش سے 1984ء میں ''غناء والسماع'' کے عنوان سے مختصر کتابچہ کی شکل میں تیسری بار شائع ہوا تھا۔

دینی علوم سے ادنیٰ سی واقفیت رکھنے والے کسی بھی شخص کے لئے امام ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ کی شخصیت، ان کے علمی مقام ومرتبہ کی رفعت اور اُن کی عظیم دینی خدمات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں۔

یوں تو اہل تصوف کے نزدیک سماع وغنا (قوالی اور گانا)، رقص، تواجد، دف بجانا، مزامیر سننا، ذکر کے نام پر اصوات منکرہ بلند کرنا بہت عام ہے لیکن ماہ رمضان المبارک میں سحری کے وقت مسلم ممالک کے زیر سرپرستی مختلف ریڈیو اور ٹیلیویژن اسٹیشنوں سے قوالی کے خصوصی پروگرام نشر کئے جاتے ہیں اور مسلم آبادیوں میں شوق سے سنے اور دیکھے جاتے ہیں اور اُن کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ تمام اشیاء طاعات وقرب الٰہی کی انواع سے ہی نہیں بلکہ عین عبادت ہیں، فانا للہ وانا الیہ راجعون.

اگرچہ اس سے قبل ان امور کے متعلق ہمارے بیشتر اکابرین اور علمائے حق اپنا زورِ قلم صرف

کر چکے ہیں' بالخصوص امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ (م281ھ) نے "ذم الملاھی" میں' امام حافظ جمال الدین ابی الفرج عبدالرحمٰن ابن الجوزی رحمہ اللہ (م597ھ) نے "تلبیس ابلیس"[1] "منھاج القاصدین" اور "ذم الھویٰ" میں' امام ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ نے "مختصر منھاج القاصدین"[2] میں' شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (م728ھ) نے اپنے "مجموع فتاوی"[3] میں' امام ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ (م751ھ) نے "اغاثة اللهفان فی مصاید الشیطان"[4] میں' امام ابوبکر الطرطوشی رحمہ اللہ نے "تحریم السماع" میں' امام محمد بن علی الشوکانی رحمہ اللہ (م1250ھ) نے "نیل الأوطار"[5] میں' علامہ ابی الطیب شمس الحق العظیم آبادی رحمہ اللہ (م1329ھ) نے "عون المعبود"[6] میں' نیز امام ابن حزم الظاہری' امام ابو الطیب الطبری الشافعی' امام ابن طاہر' امام ابن رجب الحنبلی' امام ابن حمدان الاربلی' امام شمس الدین الذہبی اور امام ابن حجر العسقلانی وغیرہم رحمہم اللہ نے ہر دو فریق کے دلائل نقل کرتے ہوئے ان اُمور پر اس قدر سیر حاصل بحث وجرح کی ہے کہ مزید کچھ لکھنے کی کوئی حاجت باقی نظر نہیں آتی ہے۔ فجزاھم اللہ أحسن الجزاء.

مگر چونکہ راقم اسلاف اور اکابرین ملت کی دینی خدمات اور اُن کے آثارِ مبارکہ سے اپنے عام مسلمان بھائیوں کو متعارف کرانا اپنے لئے باعث سعادت تصور کرتا ہے' چنانچہ راقم نے 1988ء میں پیش نظر فتویٰ کو اس کی تخریج وتحقیق کے ساتھ اردو قالب میں منتقل کیا تھا۔

---

[1] تجنیس تدلیس (ترجمة تلبیس ابلیس) ص 327-400

[2] مختصر منھاج القاصدین ص 143-144

[3] مجموع فتاویٰ 3/427' 11/295-298' 573-578' 583-584' 629-631' 641-645' 664' 27/229' 30/211-631

[4] موارد الأمان المنتقیٰ من اغاثة اللهفان ص 295-330

[5] نیل الأوطار من أسرار منتقیٰ الأخبار 5/284-298

[6] عون المعبود لحل مشکلات سنن أبی داود 4/435-437

واضح رہے کہ تخریج وتحقیق کے ضمن میں انتہائی اختصار اور احتیاط سے کام لیا گیا تھا تاکہ تعلیقات کا سلسلہ فتویٰ کے اصل متن سے بڑھنے نہ پائے۔

مذکورہ موضوع پر بحث کی ضرورت کے پیش نظر زبان کی تہذیب نیز تحقیق وتنقیح مزید کے ساتھ از سرنو مرتب کردہ اس فتویٰ کو مکتبہ دارالسلام شائع کررہا ہے۔ امید ہے کہ قارئین کرام اس پیش کش کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

برادرم محترم جناب محمد ایوب سپرا صاحب حفظہ اللہ کا بیحد مشکور ہوں جنہوں نے نہایت دقت نظر سے اس کتابچہ کی پروف ریڈنگ فرمائی اور اپنے مفید مشوروں سے نوازا، **فجزاہ اللہ أحسن الجزاء۔**

دعا ہے کہ اللہ عزوجل اِس کتابچہ کو ہر خاص وعام کے لئے نفع بخش بنانے کے ساتھ اُن کے علم میں اضافہ کا باعث اور منکرات سے اجتناب کا ذریعہ بنائے' ہماری اِس معمولی سی مخلصانہ وناصحانہ کوشش کو شرفِ قبولیت بخشے اور اِس کتابچہ کو مؤلف رحمہ اللہ، مترجم وناشر نیز جملہ معاونین کی میزانِ حسنات میں شمار کرے، **اللهم آمین ۔وصلی اللہ علیٰ نبینا محمد وعلیٰ آله وصحبه أجمعین۔**

وکتبہ : غازی عزیر

کیا فرماتے ہیں فقہائے کرام

اُس شخص کے بارے میں جو' دف[1] شبابہ[2] اور غنا[3] کو سنتا اور تواجد[4] اور رقص کرتا ہے؟ کیا یہ تمام چیزیں شرعاً جائز ہیں؟ یہ بات ذہن نشین رہے کہ ایسا کرنے والا شخص یہ اعتقاد بھی رکھتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا عاشق ہے اور اُس کا یہ سماع' تواجد اور رقص صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے۔ کن حالات میں دف کا بجانا جائز ہے؟ کیا دف کا بجانا مطلقاً جائز ہے؟ یا یہ کہ صرف مخصوص حالات میں اِس کی اجازت ہے؟ نیز کیا اماکن شریفہ' مثلاً مساجد وغیرہ' میں اشعار کا راگ والحان کے ساتھ گانا اور انہیں سننا جائز ہے؟ اِس سلسلہ میں فتویٰ عنایت فرما کر ماَجور ہوں' رحمکم اللہ۔

---

[1] 'دف' موسیقی کا وہ آلہ ہے جو عموماً گول پہیہ نما ہوتا ہے اور اُس کی ایک جانب باریک جلد یا جھلّی چڑھی ہوتی ہے

[2] 'شبابہ' موسیقی کا وہ آلہ ہے جو مزامیر کی قسم کا ہوتا ہے۔ اِس کی وجہ تسمیہ اُس کی تاثیر بتائی جاتی ہے یعنی اُس کی آواز شہوتِ نفس کو شباب پر پہنچا دیتی ہے۔

[3] کسی نظم کے اشعار کو راگنی کے ساتھ گانے کو 'غنا' کہتے ہیں۔ موجودہ دور میں اس کی ایک شکل قوالی بھی ہے۔

[4] ''تواجد'' یعنی وجد میں آ کر جھومنے لگنا۔ یہ کثرت طرب کی وجہ سے ہوتا ہے۔ بعض لوگ اسے 'حال آنا' بھی کہتے ہیں۔ صوفیاء اس اصطلاح کا استعمال ''وجود'' کے معنی میں کرتے ہیں یعنی نعوذ باللہ جب اللہ تعالیٰ انسان کے کم ظرف جسم میں حلول کر لیتا ہے تو وہ مستی سے سرشار ہو کر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔

الجواب وباللہ التوفیق

ایسا کرنے والا شخص خطا کار اور ساقط مروت ہے۔ جو شخص ہمیشہ اِس فعل کا ارتکاب کرتا ہو شریعت میں اُس کی شہادت مردود اور اُس کا قول غیر مقبول ہے۔ اِس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے سلسلہ میں اُس کی کوئی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔ اِسی طرح نہ ہلالِ رمضان وعیدین کی رؤیت کے سلسلہ میں اُس کی شہادت قابلِ قبول ہے اور نہ ہی دین کے کسی اور معاملہ میں اُس کی خبر کا کوئی اعتبار ہے۔

جہاں تک اللہ عزوجل کے ساتھ اُس کی محبت کے عقیدہ کا تعلق ہے تو یہ بعید از امکان نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اِن اُمور کے علاوہ بعض دوسری باتوں میں وہ اللہ تعالیٰ کا مطیع فرمان ہو اور اِس خلافِ شریعت عمل کے علاوہ اُس کے دوسرے اعمالِ صالحہ بھی ہوں جن کے باعث وہ اپنے متعلق محبت اللہ ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو اور اُس کے اِس فعل کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو۔ مگر جہاں تک اِن مسئولہ اُمور کا تعلق ہے تو بلاشبہ یہ معصیت اور لہولعب کی چیزیں ہیں، جن کی اللہ تعالیٰ [1] اور اُس کے رسول

[۱]۔ چنانچہ قرآنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَشۡتَرِي لَهۡوَ ٱلۡحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ بِغَيۡرِ عِلۡمٖ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًاۚ أُوْلَٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٞ مُّهِينٞ﴾ [لقمٰن:6] (ترجمہ: اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ سے غافل کرنے والی باتوں کے خریدار بنتے ہیں، تاکہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ سے بھٹکا دیں، اور اُسے ہنسی بنائیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے رسواء کرنے والا عذاب ہے) اِس آیت کی تفسیر میں علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہاں اُن بدبختوں کا ذکر ہو رہا ہے جو اللہ کے کلام کو سن کر نفع حاصل کرنے سے باز رہتے ہیں اور بجائے اُس کے غنا، مزامیر اور دیگر آلاتِ طرب (یعنی گانے، باجے اور ڈھول تاشے) سنتے ہیں۔ چنانچہ اِس آیت کی تفسیر میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''اللہ کی قسم! اِس سے مراد گانا اور راگ ہے۔'' [رواہ الحاکم 2/ 411 والبیھقی فی الکبریٰ 10/ 223] امام ابن جریر الطبری رحمہ اللہ کی ایک روایت میں ہے کہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اِس آیت کا مطلب پوچھا گیا تو آپ نے تین دفعہ قسم کھا کر فرمایا: اِس سے مراد غنا یعنی گانا اور راگ راگنیاں ہیں۔ ابن عباس اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور عکرمہ، سعید بن جبیر، مجاہد، مکحول، عمرو بن شعیب، علی ابن بذیمہ، قتادہ اور ابراہیم نخعی وغیرہم رحمہم اللہ نے بھی 'لھو الحدیث'' کے معنی 'غنا' ہی بتائے ہیں۔=

ﷺ [1] نے مذمت فرمائی ہے۔علماء نے اِن افعال کومکروہ سمجھا ہے'اِن کا نام بدعت رکھا اور اِن کے ارتکاب سے منع فرمایا ہے۔کوئی شخص معاصی (گناہ اور نافرمانی) کے اِن کاموں کے ذریعہ ہرگز اللہ

= حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: یہ آیت غنا اور مزامیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اِس سے مراد صرف وہی لوگ نہیں ہیں جو اس لہو ولعب کے لئے پیسے خرچ کرتے ہیں بلکہ یہاں خریدنے سے مراد اِن چیزوں کو محبوب رکھنا اور پسند کرنا ہے۔انسان کے لئے یہی گمراہی کافی ہے کہ باطل بات کو حق پر پسند کرے اور نقصان کی چیز کو نفع کی بات پر مقدم کرے،الخ۔[مزید تفصیل کے لئے تفسیر ابنِ کثیر 378/3، تفسیر ابنِ جریر 20/127۔130، تلبیس ابلیس لابن الجوزی (مترجم) ص 301 اور عون المعبود للعلامة شمس الحق العظیم آبادی:437/4 وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔]

[1] غنا اور آلاتِ ملاہی کی مذمت میں بہت سی احادیث وارد ہیں'جن میں سے چند یہاں بطور مثال پیش کی جاتی ہیں: عن عبدالله بن عمر ان النبی ﷺ قال: ''ان الله حرم الخمر، والميسر، والكوبة، والغبيراء، وكل مسكر حرام ''۔[مسند أحمد 274/1، 165/2، 171 و سنن أبی داود (حديث: 3685)] ''بیشک اللہ تعالیٰ نے شراب'جوا' کوبہ اور غبیراء کو حرام ٹھرایا ہے اور تمام نشہ آور چیزیں حرام ہیں۔'' وعن عبدالرحمن بن غنم قال حدثنی أبو عامر أو أبو مالك الأشعری سمع النبی ﷺ يقول: ''ليكونن من أمتی يستحلون الحر، والحرير، والخمر، والمعازف .''[صحيح البخاری مع الفتح 51/10، وذكره أبو داود فی كتاب اللباس مختصراً (حديث:4039)] ''میری اُمت میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو فرج'ریشم'شراب اور معازف کو حلال کرلیں گے۔'' وعن أبی مالك الأشعری قال: قال رسول الله ﷺ : ''ليشربن ناس من أمتی الخمر، يسمونها بغير اسمها، يعزف علی رؤسهم بالمعازف، والمغنيات، يخسف الله بهم الأرض، ويجعل منهم القردة، والخنازير ''۔[سنن ابن ماجه (حديث:4020) كتاب الفتن باب: 22 والأشربة باب: 8، وصححه ابن القيم]،وعن عمران بن الحصين ان رسول الله ﷺ قال: ''فی هذه الأمة خسف، ومسخ، وقذف، فقال رجل من المسلمين: يا رسول الله! ومتی ذلك؟ قال: اذا ظهرت القيان والمعازف، وشربت الخمور .''[جامع الترمذی مع التحفة 225/3، وقال: هذا حديث غريب]،وعن أبی امامة عن النبی ﷺ قال: ''ان الله بعثنی رحمة وهدی للعالمين، وأمرنی ان امحق المزامير، والكبارات، يعنی البرابط والمعازف والأوثان، التی كانت تعبد فی الجاهلية .''[مسند أحمد 257/5، ولكن اسناده ضعيف]اِن تمام احادیث=

سبحانہ کا تقرب حاصل نہیں کرسکتا اور نہ ہی اِن ممنوعہ کاموں کا مرتکب ہوکر اُس کا مطیع وفرمانبردار ہوسکتا ہے۔جس شخص نے اپنے معاصی کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے تقرب کا ذریعہ بنایا' وہی ذریعہ اس کے بُعد کا مقدر بن گیا نیز جس نے لہو ولعب کو دین کے طور پر اپنایا' اُس کی یہ کوشش ''فساد فی الأرض'' کے مشابہ قرار پائے گی۔اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے اور آپ ﷺ کی سنت کے علاوہ کسی اور طریقہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا تقرب طلب کرے تو ہرگز وہ اپنی مراد تک نہیں پہنچ سکتا۔

ابوبکر الاثرم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابوعبداللہ (یعنی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ''تغبیر [1] محدث (نئی ایجاد یا بدعت) ہے۔''[2]

اور ابوالحارث رحمہ اللہ کا قول ہے کہ میں نے ابوعبداللہ رحمہ اللہ کو تغبیر کے متعلق بتایا کہ یہ چیز دلوں پر رقت طاری کرتی ہے تو آپ نے فرمایا: ''یہ بدعت ہے۔''[3]

=میں معازف سے مراد آلات لہو میں سے ایک آلہ ہے۔بعض کا قول ہے کہ معازف ملاہی کی آواز کو کہتے ہیں۔امام قرطبی رحمہ اللہ نے جوہریؒ سے نقل کیا ہے کہ معازف سے مراد 'غنا' ہے۔اور ''حواشی الدمیاطی''میں ہے کہ معازف دف وغیرہ کو کہتے ہیں' جنہیں بجایا جاتا ہے اور ''عزف'' کا اطلاق غنا پر بھی ہوتا ہے۔اسی طرح ''کوبۃ'' طبل کو کہتے ہیں' جیسا کہ امام بیہقیؒ کی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں مذکور ہے۔''غبیراء'' کے متعلق علماء کے درمیان اختلاف ہے۔بعض اُسے طنبور' بعض عود اور بعض بربط بتاتے ہیں لیکن امام ابن العربی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ نردکو بہ کو کہتے ہیں۔[کذا فی نیل الأوطار للشوکانی5/286 وعون المعبود4/436وغیرہ]

[1] تغبیر اور مغبرۃ صوفیاء کی مخصوص اصطلاح ہیں۔اِن سے مراد یہ ہے کہ صوفیاء اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے مختلف قسم کی آوازیں بلند کرتے ہیں مثلاً ہُو حق' حق باہُو' بیشک باہُو وغیرہ کی ضربیں لگانا۔اِس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ صوفیاء اِس ''غابرۃ'' کی وجہ سے انسانوں کو رغبت دلاتے ہیں' حالانکہ خودساختہ اذکار واوراد کی بجائے رسول اللہ ﷺ کے مسنون طریقہ کے مطابق آپ ﷺ کے وعظ وارشادات اور مباح رقائق کے ذریعے انسانوں کو آخرت کی ترغیب دلانی چاہیئے۔

[2] انظر تجنیس تدلیس ص298

[3] المصدر السابق ص298

بعض دیگر علماء نے بھی یہ روایت کی ہے کہ:

''امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اِس کی کراہت بیان کی ہے اور اِس کے سماع سے منع فرمایا ہے۔''

حسن بن عبدالعزیز الجروی رحمہ اللہ فرماتے ہیں' میں نے امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے:

''میں نے عراق میں ایک ایسی چیز چھوڑی ہے جس کا نام انہوں نے ''تغبیر'' رکھا ہے۔ اِس کو زندیقوں نے ایجاد کیا ہے۔ وہ اِس کی مدد سے لوگوں کو قرآن سننے سے باز رکھتے ہیں۔''[1]

یزید بن ہارون رحمہ اللہ کا قول ہے کہ:

''فاسقوں کے علاوہ کوئی 'تغبیر' نہیں کرتا۔ (اسلام میں) 'تغبیر' کہاں ہے؟''

عبداللہ بن داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میری رائے میں صاحب تغبیر کو پیٹا جائے۔''

تغبیر سماع کا دوسرا نام ہے۔ ائمہ نے اِس کی کراہت بیان فرمائی ہے۔ واضح رہے کہ اِن ائمہ کرام نے سماع کے ساتھ دوسری مکروہ اشیاء مثلاً دف اور شابہ وغیرہ کا ذکر نہیں کیا ہے۔ لہٰذا اگر یہ چیزیں بھی سماع میں شامل ہو جائیں جیسا کہ عموماً قوالی وغیرہ میں ہوتا ہے[2] تو اُس کو دین کے طور پر کس طرح تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ ایسا کرنے والوں کی مثال تو بالکل ویسی ہی ہے' جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

---

[1] كذا في جزء اتباع السنة واجتناب البدع للضياء المقدسي ص 88-89 وتجنيس تدليس ص299 واغاثة اللهفان ص 304 (موارد الأمان)

[2] میں کہتا ہوں کہ موجودہ دور کی قوالیوں کی سنگینی کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ اب اِس میں صرف دف اور شابہ ہی نہیں بلکہ ہارمونیم' جھانجز' ڈھول' سارنگی' گھنگرو' مٹکی' ستار' طبلہ' طنبورہ' بانسری' نفیری' تالیاں اور چٹکیاں وغیرہ سبھی چیزیں شامل ہوتی ہیں۔

﴿وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِندَ ٱلْبَيْتِ إِلَّا مُكَآءً وَتَصْدِيَةً﴾

''خانہ کعبہ کے پاس اُن کی نماز تو صرف سیٹیاں اور تالیاں بجانا ہی تھی۔'' (الانفال:35)

بعض مفسرین بیان کرتے ہیں مکاء کے معنی تصفیر (سیٹی بجانا) اور تصدیة کے معنی تصفیق (تالی بجانا) ہے۔[1]

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے:

﴿وَذَرِ ٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُوا۟ دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ ٱلْحَيَوٰةُ ٱلدُّنْيَا﴾

''اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کشی اختیار کرلو جنہوں نے اپنے دین کو لہو ولعب (کھیل تماشہ) بنا رکھا ہے اور دنیوی زندگی نے اُن کو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔'' (الانعام:70)

یہ بات معلوم ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تک پہنچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ وہ راستہ جس کی تعلیم اُس کے رسول ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم تک بہم پہنچائی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہادی، مبین، بشیر اور نذیر بنا کر مبعوث فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام اُمت کو آپ ﷺ کی اتباع کا حکم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ جوڑا ہے اور آپ کی نافرمانی کو اپنی نافرمانی قرار دیا ہے اور آپ کی اتباع کو اپنی محبت کی دلیل بتایا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَّن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ ٱللَّهَ﴾

''جس نے رسول کی اطاعت کی، اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔'' (النساء:80)

نیز مزید فرمایا:

---

[1] كذا في اغاثة اللهفان نقلاً عن ابن عباس وابن عمر ومجاهد والضحاک والحسن وقتادة وأهل اللغة .

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥٓ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ ٱلْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَن يَعْصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَـٰلًا مُّبِينًا﴾

''اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو گنجائش نہیں ہے کہ جب اللہ اور اُس کا رسول کسی کام کا حکم دیں پھر اُن کو اُن کے اس کام میں کوئی اختیار باقی رہے۔ اور جو شخص اللہ اور اُس کے رسول کا کہنا نہ مانے وہ صریح گمراہی میں جا پڑا۔'' (الاحزاب:36)

اور فرمایا کہ:

﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ﴾

''اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔'' (آل عمران:31)

یہ بات بھی بخوبی معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی اُمت کے لئے انتہائی شفیق، اُن کی ہدایت کے شدید خواہاں اور اُن کے لئے بے حد رحم دل تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اُمت کے لئے ایسا کوئی طریقہ نہیں چھوڑا ہے جو انہیں حق وراستی کی طرف ہدایت کرنے والا ہو بلکہ ایسی تمام باتوں کو آپ ﷺ نے اپنی اُمت کے لئے مشروع فرمایا اور اُن باتوں کی طرف اپنے قول وفعل سے رہنمائی بھی فرمائی ہے۔

اِسی طرح آپ ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی خیر (نیکی) اور امورِ اطاعت کے شدید طالب تھے۔ لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے بھلائی کے کاموں میں سے کوئی بھی نیکی کا کام ترک نہیں کرتے تھے بلکہ اُس کے کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

نبی ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے بھی یہ منقول نہیں ہے کہ اُنہوں نے کبھی اِس طریقہ کو اختیار کیا ہو یا اللہ سبحانہ کا تقرب حاصل کرنے کی خاطر سماع کی محفلیں منعقد کی ہوں اور اُن میں شب بیداری کی ہو۔ اِن حضرات میں سے کسی نے یہ نہیں فرمایا:

''جس نے رقص کیا اُس کے لئے ایسا اور ویسا اجر ہے۔''

اور نہ ہی یہ فرمایا ہے: ''غنا دل میں ایمان کو اُگاتا اور پروان چڑھاتا ہے۔''

اِن حضرات نے نہ کبھی شبابہ وغیرہ سننے کی خواہش ظاہر کی' نہ اُس کی تحسین فرمائی اور نہ ہی اُس کے سننے کو باعثِ اجر قرار دیا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ یا آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے کسی ایسی چیز کا منقول نہ ہونا بلا وجہ اور بلا مقصد نہیں ہے۔

اگر اِس بات کو دُرست تسلیم کرلیا جائے تو یہ لازم آتا ہے کہ اِن افعال کے ذریعہ اللہ سبحانہ کی قربت ممکن ہی نہیں بلکہ یہ وہ راستہ ہے جو سرے سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ تک پہنچتا ہی نہیں۔ لہٰذا اب ممکنات میں سے صرف ایک ہی چیز باقی رہ جاتی ہے اور وہ یہ کہ یہ تمام افعال 'شرّ الأمور' (بدترین کام) ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

«خَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرُّ الأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا» [1]

''بہترین ہدایت محمد ﷺ کی ہدایت ہے اور بدترین کام اُس میں نئی باتیں پیدا کرنا ہے۔''

چونکہ ان امور کا تعلق محمد ﷺ کے پر ہدایت طریقہ اور آپ ﷺ کی سنت سے نہیں ہے لہٰذا اِن چیزوں کو 'شر الأمور' ہی کہا جاسکتا ہے۔

دین میں ہر نئی بات پیدا کرنے کے متعلق ایک اور حدیث میں مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ»

''دین میں ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' [2]

---

[1] یہ متفق علیہ حدیث کا ایک قطعہ ہے۔

[2] یہ ایک حدیث کا قطعہ ہے' جس کی روایت امام احمد' امام ابوداود' امام ترمذی اور امام ابن ماجہ وغیرہم رحمہم اللہ نے کی ہے۔ اس کے مکمل حوالہ جات ان شاء اللہ آگے پیش کیے جائیں گے۔

اِسی لئے ائمہ کرام نے اِن افعال کو'بدعت' سے تعبیر کیا ہے۔جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔

مسموعاتِ دف وشبابہ اور سماع غنا وغیرہ اگر چہ مجموعی اعتبار سے لہو ولعب ہی ہیں' جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے لیکن اِن چیزوں کی علیحدہ علیحدہ تفصیل ان شاء اللہ آگے بیان کی جائے گی۔لہٰذا جس نے ان چیزوں کو اپنی عادت بنایا یا اپنے اس فعل کی تشہیر کی یا اس کو سُنا یا اس کی محفلوں اور مجلسوں میں گیا' وہ ساقط مروت ہے۔شرعی معاملات میں اُس کی شہادت قابل قبول نہیں ہے' نیز اُس کا شمار اہلِ عدالت سے خارج ہے۔یہی حال تمام رقاص (ناچنے والوں) کا بھی ہے۔[1]

آلاتِ غنا میں سب سے زیادہ غلیظ تر چیز 'شبابہ' ہے' جو اصلاً مزامیر ہی کی ایک قسم ہے۔

ایک حدیث میں سلیمان بن موسیٰ نے نافع سے روایت کی ہے کہ: ''میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک راستہ میں (جا رہا) تھا۔(ہم نے) مزامیر کی آواز سنی تو (آپ رضی اللہ عنہ نے) وہ راستہ بدل دیا اور اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں (اور مجھ سے) پوچھا کہ: اے نافع! کیا (اب بھی

---

[1] اہل تصوف' راگ اور قوالی سن کر اس قدر سرور میں آتے ہیں کہ اُن میں سے کچھ پر تو 'وجد' اور 'حال' کا ہذیانی دورہ پڑ جاتا ہے اور اُن میں سے کچھ اٹھ کر ناچنے لگتے ہیں۔امام ابن الجوزی رحمہ اللہ ان رقاص کے متعلق فرماتے ہیں کہ: ''پھر جب اُن کو مکمل سرور ہوتا ہے تو وہ رقص کرتے ہیں۔'' [تجنیس تدلیس ص 326] اور ''جب صوفیہ میں بحالت رقص خوب طرب قرار پکڑتا ہے تو اُن میں سے کوئی کسی بیٹھے ہوئے شخص کو کھینچ لیتا ہے کہ وہ بھی اُس کے ساتھ کھڑا ہو جائے۔اُن کے مذہب میں یہ بات جائز نہیں ہے کہ جس شخص کو کھینچا جائے وہ بیٹھا رہے۔جب وہ کھڑا ہوتا ہے تو اُس کی پیروی میں باقی لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوتے ہیں''۔[المصدر السابق ص ۳۲۸] نیز فرماتے ہیں: ''بعض مشائخ نے مجھ کو امام غزالی رحمہ اللہ سے یہ خبر پہنچائی ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ رقص ایک حماقت ہے' دونوں شانوں میں جو بغیر تھکن کے زائل نہیں ہوتی۔ابن عقیل رحمہ اللہ نے کہا کہ: قرآن میں قطعی طور پر رقص کی ممانعت مذکور ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحاً﴾ [الاسرآء: 37] (زمین پر خوش ہوتا ہوا اکڑ کر نہ چل) اللہ تعالیٰ نے ''مختال'' یعنی اِترا کر چلنے والے کی مذمت بھی فرمائی ہے اور رقص تو نہایت ہی خوشی اور اِترانا ہوتا ہے۔کیا تم پسند کرو گے کہ جس شخص کے سامنے موت' سوالِ قبر اور حشر وصراط ہوں' پھر اُس کا ٹھکانا بہشت و دوزخ میں سے کسی ایک جگہ ہو' وہ رقص سے یوں اُچھلے کودے جیسے کہ چوپائے اُچھلتے ہیں، الخ''۔ [تجنیس تدلیس ص 327] صوفیاء کے وجد وحال کے متعلق مزید فرماتے ہیں کہ: ''جب یہ لوگ راگ سنتے ہیں=

تم کو وہ آواز) سنائی دیتی ہے؟ کیا تم (اُسے) سنتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کچھ (دور اور) چلے اور پھر پوچھا: اے نافع! کیا (اب بھی) تم (وہ آواز) سنتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں۔ تب آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں سے نکالیں اور فرمایا:

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔''[1]

یہ حدیث خلال رحمہ اللہ نے اپنی ''جامع'' میں **عوف بن محمد المصری عن مروان الطاطری عن سعید بن عبدالعزیز عن سلیمان بن موسیٰ عنه** کے طریق سے روایت کی ہے۔ یہی حدیث بطریق **عثمان بن صالح الأنطاکی عن محمود بن خالد عن أبیه عن المطعم بن المقدام عن نافع** بھی مروی ہے۔

جب امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے اِس حدیث کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ: ''یہ

=تو وجد کرتے ہیں، تالیاں بجاتے ہیں، شور مچاتے ہیں اور کپڑے پھاڑتے ہیں۔ حالانکہ اُن کو ابلیس نے یہ سب فریب دیا ہے اور اپنا حیلہ کمال کو پہنچا دیا ہے''۔[المصدر السابق ص 320] اور ''پھر جب اہل تصوف راگ سن کر سرور میں آتے ہیں تو تالیاں بجاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ: ابن بنان وجد کرتے تھے اور ابوسعید الخراز تالیاں بجاتے تھے۔ (میں یعنی ابن الجوزی کہتا ہوں کہ:) تالیاں بجانا بُرا اور منکر ہے جو طرب میں لاتا ہے اور اعتدال سے باہر کر دیتا ہے۔ اہل عقل ایسی باتوں سے دور رہتے ہیں۔ ایسا کرنے والے مشرکین کے مشابہ ہیں جیسا کہ اُن کا فعل بیت اللہ کے پاس آ کر تالیاں بجانا تھا۔ اُن کے اِسی فعل کی مذمت اللہ تعالیٰ نے اِن الفاظ میں فرمائی ہے: ﴿وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِندَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً﴾[الانفال:35] (امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے مزید فرمایا کہ:) نیز اِس میں عورتوں سے مشابہت بھی ہے اور ہر عاقل آدمی اِس بات سے پرہیز کرتا ہے کہ وقار کو چھوڑ کر مشرکین اور عورتوں کی سی حرکتیں کرے''۔[تجنیس تدلیس ص 325] ابن عقیل رحمہ اللہ سے اُن لوگوں کے وجد کرنے اور کپڑے پھاڑنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ: ''خطا ہے، حرام ہے''۔[المصدر السابق ص 329] امام ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''یہ طرب اور سرور جس کو اہل تصوف وجد کہتے ہیں، اگر وہ اس میں صادق ہیں تو اُن کی طبیعت پر نشہ غالب ہو جاتا ہے اور اگر کاذب ہیں تو باوجود ہوش میں ہونے کے مال ضائع کرتے ہیں۔ بہر حال دونوں صورتوں میں سلامتی نہیں ہے کیونکہ شک وشبہ کے مقام سے بچنا واجب ہے''۔[المصدر السابق ص329]

[1] انظر صحیح ابن ماجه [حدیث:1542] والروض للألبانی [حدیث:568]

سلیمان ابن موسیٰ عن نافع عن ابنِ عمر کے طریق سے مروی ہے۔''[1]

مزامیر کی تحریم کے سلسلہ میں نبی ﷺ نے اِس قدر مبالغہ فرمایا کہ اُس کی آواز سن کر اپنے گوشِ مبارک بند فرمالئے تھے بلکہ وہ راستہ بھی بدل دیا تھا۔ (جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث میں مذکور ہو چکا ہے)۔ آپ ﷺ وہاں ہاتھ پر ہاتھ باندھ کر کھڑے مزامیر کی آواز سنتے نہ رہے تھے۔ چونکہ شبابہ وطنبورہ مزامیر ہی کی مختلف قسمیں ہیں بلکہ شبابہ کی آواز میں جو تاثیر اور برائیاں پوشیدہ ہیں وہ مزامیر کی آواز میں نسبتاً کم ہوتی ہیں۔ اس بناء پر شبابہ مزامیر سے زیادہ غلیظ تر شے ہے۔ علمائے حق میں سے مزامیر کی رخصت بیان کرنا کسی بھی عالم سے ہم تک منقول نہیں ہوا ہے۔ لہٰذا شبابہ وطنبورہ پر بھی اُسی حکم کا اطلاق ہوگا جو کہ مزامیر کے بارے میں ہے۔

غنا کے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔ اہل مدینہ اِس کی رخصت دیتے ہیں جب کہ اکثر اہل علم اِس معاملہ میں اُن کے خلاف ہیں[2] اور اُن کی رخصت پر نکتہ چینی کرتے اور اُس کے عیوب بیان کرتے ہیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ:

---

[1] اِس حدیث کی تخریج امام ابوداود رحمہ اللہ نے اپنی ''سنن'' میں اور ابوبکر الخلال رحمہ اللہ نے اپنی ''جامع'' میں متعدد طرق سے کی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے بھی اپنی ''مسند'' [2/8، 38] میں اس کی تخریج باسنادِ حسن کی ہے۔ شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ نے ''مجموع فتاویٰ'' [30/212] میں اِس کا تذکرہ کیا ہے لیکن امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''یہ حدیث منکر ہے''۔ شارح ''سنن أبی داود'' علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''اِس حدیث کی نکارت کا سبب معلوم نہ ہوسکا کیونکہ اِس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں نیز یہ روایت اِس باب میں آنے والی ثقات کی عمومی روایات کے خلاف بھی نہیں ہے۔'' [عون المعبود 4/434] لیکن علامہ الالبانی رحمہ اللہ نے ''تخریج المشکاۃ'' [حدیث: 4811] میں اِس حدیث پر کلام کیا ہے۔

[2] علامہ شوکانی اور علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ: ''آلاتِ ملاہی کے ساتھ اور آلاتِ ملاہی کے بغیر غنا سننے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ جمہور اِس کی تحریم کی طرف ہی گئے ہیں لیکن اہل مدینہ اور ان کے موافقت کرنے والے علمائے ظاہر اور صوفیہ کی جماعت نے سماع، غنا اور عود جلانے کی رخصت بیان کی ہے۔'' [نیل الأوطار 5/291 وعون المعبود 4/436]=

= علامہ شوکانی رحمہ اللہ تمام دلائل کا جائزہ لیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''اِن تمام دلائل کے مطالعہ سے کم از کم یہ تو پتہ چلتا ہے کہ یہ فعل محلِ نزاع ہے۔ اگر یہ حرام نہ ہو تو بھی اشتباہ کے دائرہ سے خارج نہیں ہے اور مشتبہ چیزوں پر وقوف کرنا مؤمنوں کی شان ہے''۔[نیل الأوطار 5/ 297]

غنا کے بارے میں امام ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ کا مسلک اپنے فتویٰ میں آگے بیان کیا ہے جو مختصراً اِس طرح ہے: ''عبداللہ بن احمد رحمہما اللہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ اسحاق بن عیسیٰ نے بیان کیا کہ میں نے امام مالک بن انس رحمہ اللہ سے اُس غنا کی بابت پوچھا کہ جس کی اہل مدینہ اجازت دیتے ہیں تو امام مالک رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ: ''یہ فاسقوں کا فعل ہے۔'' علامہ ابوبکر الطرطوشی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''تحریم السماع'' کے خطبہ میں اور اِسی طرح علامہ ابوطیب الطبری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: ''امام مالک رحمہ اللہ نے راگ اور اُس کے سننے سے منع فرمایا ہے اور کہا ہے کہ: ''اگر کسی نے لونڈی خریدی، پھر اُس کو گانے والی پایا تو اِس عیب کی وجہ سے اُس کا مشتری کو لوٹا دینا جائز ہے۔'' [**كذا في اغاثة اللهفان لابن قيم ص 299 (موارد الأمان) وتجنيس تدليس ص 299 وعون المعبود 4/ 437**]

غنا کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کی بابت علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ غنا کو مکروہ اور گناہ قرار دیتے ہیں اور یہی مذہب تمام اہل کوفہ یعنی سفیان ثوری، حمادؒ ابراہیم نخعی اور شعبی وغیرہم رحمہم اللہ کا بھی ہے۔ اِس کے مکروہ اور ممنوع ہونے کے بارے میں اہل بصرہ کے مابین بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔'' [**عون المعبود 4/ 437 وكذا في الدر المختار 2/ 354 وشرح كنز الحقائق للزيلعي 4/ 120 والفتاوىٰ البزازية 6/ 259 وروح المعاني للآلوسي 21/ 68 واغاثة اللهفان ص 299، 300**]

امام شافعی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''أدب القضاء'' میں فرماتے ہیں کہ: ''بیشک غنا لہو مکروہ اور باطل چیز کے مشابہ ہے''۔ امام رحمہ اللہ کے اصحاب جو آپ کے مسلک سے بخوبی واقف ہیں مثلاً علامہ قاضی ابی الطیب الطبری اور علامہ ابن الصباغ وغیرہما رحمہما اللہ نے اِس کی تحریم کی صراحت کی ہے اور جس نے اُن کی نسبت اِس کی حلت بیان کی ہے اُن کا رد کیا ہے۔ علامہ حسن بن عبدالعزیز الجروی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: ''میں نے امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ: میں عراق میں ایک چیز چھوڑ آیا ہوں جسے زندیقوں نے نکالا ہے اور اُس کا نام ''تغبیر'' رکھا ہے، الخ۔'' امام ابن الجوزی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: ''امام شافعی رحمہ اللہ نے کتاب ''أدب القضاء'' میں قطعی طور پر کہا ہے کہ: جو آدمی راگ سننے پر مداومت کرے اس کی شہادت مردود اور اُس کی عدالت باطل ہے۔'' [**انظر عون المعبود 4/ 437 وكتاب الأم للشافعي 6/ 214 واغاثة اللهفان ص 301**]=

= غنا کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ اُن کے زمانہ کا غنا زہدیہ قصیدے تھے جن کو لوگ الحان کے ساتھ پڑھتے تھے۔ لیکن غنا کے متعلق امام احمد رحمہ اللہ کے فرزند عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ امام رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: ''غنا دل میں نفاق اُگا دیتا ہے' مجھ کو اچھا معلوم نہیں ہوتا۔'' [**کذا فی علل أحمد ۲۳۸/۱ ومسائل عبد الله ص ۴۴۹ وذکره ابن القیم فی اغاثة اللهفان ص ۳۰۵**] اِسی طرح اسماعیل بن اسحاق ثقفی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ: ''امام احمد رحمہ اللہ سے کسی شخص نے قصیدے سننے کی بابت پوچھا تو آپ رحمہ اللہ نے جواب دیا: میں اِس کو مکروہ سمجھتا ہوں۔ یہ بدعت ہے، ایسی کسی مجلس میں نہیں بیٹھنا چاہئے۔'' [**انظر عون المعبود ۴۳۷/۴**]

کسی شخص نے قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے غنا کے متعلق پوچھا تو آپ نے جواب دیا: ''میں تم کو غنا سے منع کرتا ہوں اور تمہارے لئے اُسے برا جانتا ہوں۔ اس نے پوچھا: ''کیا بھلا غنا بھی حرام ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''اے برادرزادے! جب اللہ تعالیٰ نے حق و باطل میں تمیز کر دی تو غنا کو کس میں داخل رکھو گے؟'' امام شعبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: ''گانے والے اور گوانے والے دونوں پر لعنت ہے۔'' ایسا ہی ایک حدیث میں بھی مروی ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اگرچہ اِس پر سکوت اختیار کیا ہے لیکن امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔'' علامہ سخاوی اور علامہ زرکشی وغیرہما رحمہما اللہ نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے۔ [**انظر الدرر المنتثرة للسیوطی حدیث: 340 والمقاصد الحسنة للسخاوی ص 335 وتمیز الطیب من الخبیث للشیبانی ص 147 والاسرار المرفوعة للقاری ص 185 والمصنوع للقاری حدیث: 240 وکشف الخفاء للعجلونی 186/2 وأسنی المطالب للحوت البیروتی ص 250،** وغیرہ]

ابوحفص عمر بن عبیداللہ ارموی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ: ''خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے بیٹوں کے اتالیق کو تحریر کیا تھا کہ: تمہاری تعلیم میں سے اِن لوگوں کا پہلا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ وہ لہو کی چیزوں سے سخت نفرت رکھیں۔ لہو کی چیزوں کا آغاز شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور اُس کا انجام اللہ کی ناراضی ہے۔ میں نے علمائے ثقات سے سنا ہے کہ: باجوں کی محفلوں میں جانا' غنا کا سننا اور اُن کا دلدادہ رہنا دل میں نفاق اُگاتا ہے جس طرح پانی گھاس کو اُگاتا ہے۔'' [**رواه الاجری فی سیرة عمر بن عبد العزیز ص 62 بسند حسن وذکره ابن القیم أیضاً فی اغاثة اللهفان ص 323**]

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ''غنا زنا کا منتر ہے''۔ ضحاک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ''غنا دل کو خراب اور اللہ کو ناراض کرتا ہے۔'' یزید بن ولید رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ: ''اے بنی اُمیہ! تم غنا سے دور رہو =

«الْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ»[1] (غنا دل میں نفاق کو اُگاتا ہے)

مکحول رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ''جو شخص اس حالت میں مرے کہ اُس کے پاس کوئی گانے والی

= کیونکہ غنا شہوت کو بڑھاتا اور آدمیت کی بنیاد کو ڈھاتا ہے۔ یہ شراب کا قائم مقام ہے اور نشہ کا سا عمل کرتا ہے۔'' [ذكره ابن القيم في اغاثة اللهفان ص 318] امام ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''غنا حد اعتدال سے خارج کر دیتا ہے اور عقل میں تغیر لاتا ہے۔ اِس کی توضیح یہ ہے کہ: جب انسان طرب و نشاط میں آتا ہے تو باوجود صحت ہوش و حواس کے ایسی حرکتیں کر گزرتا ہے جو بُری معلوم ہوتی ہیں' مثلاً سر ہلانا' تالی بجانا' زمین پر پاؤں پٹکنا وغیرہ جو کہ رکیک عقل والے کرتے ہیں اور راگ ایسی حرکتوں کا باعث ہوتا ہے۔ الخ۔''

ابو عبداللہ بن بطہ العبکری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: ''مجھ سے ایک شخص نے غنا سننے کی نسبت پوچھا۔ میں نے اُس کو منع کیا اور بتایا کہ علماء غنا کو بُرا سمجھتے ہیں اور بے وقوف لوگ اُسے اچھا جانتے ہیں۔ ایک گروہ جن کو صوفیہ کہتے ہیں' اِس حرکت کے مرتکب ہیں۔ اہل تحقیق نے اُن کا نام احمق' بُرے لوگ' پست ہمت اور بدعت کے طریقوں پر چلنے والے رکھا ہے۔ یہ لوگ زُہد کا اظہار کرتے ہیں اور اُن کی سب باتیں تیرہ دلی کی ہیں۔ یہ امید و بیم سے آزاد ہو کر شوق و محبت کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں۔ نامردوں اور عورتوں کا گانا سن کر طرب میں آتے ہیں' تالیاں بجاتے ہیں' بیہوش اور مردہ بن جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اُن کا یہ حال اللہ تعالیٰ کی شدت محبت اور کثرت شوق میں ہو گیا ہے' نعوذ باللہ۔''

اور امام ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''غنا میں بعض خصوصیات پوشیدہ ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ غنا دل کو لہو میں مشغول کرتا ہے' اُس کو فہم قرآن اور اُس پر تدبر کرنے نیز اُس پر عمل کرنے سے روکتا ہے۔ قرآن اور غنا ایک دل میں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ قرآن اتباعِ نفس سے روک کر شائستگی' وقار اور عفت کا حکم دیتا ہے۔ اِس کے برخلاف غنا اُن باتوں کا حکم دیتا ہے جو اِس کے خلاف ہیں' اُن کی تحسین کرتا ہے اور نفوس کو شہوات کی جانب مائل کرتا ہے۔ بعض عارفین کا قول ہے کہ سماع کسی قوم میں نفاق' عناد' تکذیب' فجور' غیر محرم صورتوں سے عشق اور فواحش کو پسندیدہ بنا دیتا ہے۔ قرآن کو دل پر اِس طرح بھاری اور بوجھل کر دیتا ہے کہ اُس کی تلاوت اور اُس کے سننے سے کراہت پیدا ہوتی ہے۔ اِس بات کا راز یہ ہے کہ بیشک غنا شیطان کا قرآن ہے۔ چنانچہ غنا اور رحمٰن کا قرآن ایک دل میں کس طرح جمع ہو سکتے ہیں؟'' [مزید اقوال اور تفصیلات کے لئے تجنیس تدلیس ص 302-306' عون المعبود 4/435-436 اور اغاثة اللهفان ص 321-322 وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں]

[1] اِس حدیث کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ سے مرفوعاً بھی روایت کیا ہے' جس کی تخریج امام ابو داود رحمہ اللہ نے اپنی ''سنن'' [مع عون المعبود 4/435] میں' امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''سنن الکبریٰ'' =

=[10 / 223] میں اور امام ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ''ذم الملاھی'' [حدیث: 12، 13] میں مرفوعاً وموقوفاً ہر دو طرح کی ہے۔ اِس حدیث کے متعلق علامہ سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''امام دیلمی رحمہ اللہ نے اِس کی تخریج بطریق مسلمة بن علی حدثنا عمر مولی غفرة عن أنس مرفوعاً اِس طرح کی ہے: ''الغناء یورث النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل، والذی نفسی بیده ان القرآن والذکر لینبتان الایمان فی القلب کما ینبت الماء العشب۔'' امام ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اِس حدیث کی تخریج کی نسبت امام بیہقی اور امام ابوداود رحمہما اللہ کی طرف کی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں: ''امام بیہقی رحمہ اللہ نے بھی اِس کی روایت موقوفاً کی ہے اور اِس باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایک حدیث مروی ہے جس کی روایت ابن عدی رحمہ اللہ نے کی ہے۔'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی تخریج امام دیلمی رحمہ اللہ نے بھی اِن الفاظ کے ساتھ کی ہے: ''حب الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء العشب. '' علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے ''الجامع الصغیر'' میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث کے ''ضعف'' کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ امام سیوطی رحمہ اللہ نے یہ حدیث اِس طرح بھی روایت کی ہے: ''الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء الزرع. '' اِس کی تخریج امام بیہقی رحمہ اللہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے کی ہے لیکن امام سیوطی رحمہ اللہ نے اِس روایت کے ''ضعف'' کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ علامہ مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور امام دیلمی رحمہ اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے اِس کی روایت کی ہے۔'' امام ابن القطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''یہ ضعیف ہے۔'' امام نووی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ''یہ صحیح نہیں ہے۔''

امام زرکشی رحمہ اللہ نے اُن کے قول کی توقیر کی ہے۔ امام زین الدین عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''اِس کو مرفوعاً روایت کرنا غیر صحیح ہے کیونکہ اِس کی اسناد میں ایسے راوی موجود ہیں جن کے نام تک معلوم نہیں ہیں۔'' علامہ مناوی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ: ''اِس کی اسناد میں راوی علی بن حماد ہے جسے امام دارقطنی رحمہ اللہ نے متروک بتایا ہے۔'' اِس کا ایک دوسرا راوی عبداللہ بن عبدالعزیز بن ابی رواد ہے جس کے متعلق امام ابوحاتم رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ''اُس کی احادیث منکر ہوتی ہیں اور ابن جنید کا قول ہے کہ: وہ ایک کوڑی کے برابر بھی نہیں ہے۔ اِس کا تیسرا راوی ابن طهمان یعنی ابراہیم بن طهمان 'مختلف فیہ ہے۔'' علامہ عبدالقادر احمد عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اِس کا مرفوعاً کے مقابلہ میں موقوفاً روایت کرنا زیادہ صحیح ہے۔'' علامہ ابن صصری رحمہ اللہ نے ''أمالی'' میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اِس کی تخریج قدرے مختلف الفاظ کے ساتھ یوں کی ہے: ''ایاکم وسماع المعازف والغناء، فانهما ینبتان النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل. '' علامہ محمد اسماعیل عجلونی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''ابن الغرس رحمہ اللہ کا قول ہے=

(لونڈی) ہو تو اُس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے۔''

معمر رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ''اگر کوئی شخص سماع کے متعلق اہل مدینہ کے قول کو اپنائے' متعہ اور صرف کے متعلق اہل مکہ کے قول کو قبول کرے اور نشہ آور چیزوں کے متعلق اہل کوفہ کے قول کو دلیل بنائے تو یقیناً وہ اللہ کے بندوں میں سے بدترین بندہ بن جائے گا۔''[1]

جب مالک بن انس رحمہ اللہ سے اہل مدینہ کے نزدیک غنا کی رخصت کے متعلق پوچھا گیا تو

= کہ: ابو حامد الغزالی رحمہ اللہ نے اسے فضیل بن عیاض کی طرف منسوب کیا ہے۔'' امام ابن قیم رحمہ اللہ ''اغاثة اللهفان'' میں فرماتے ہیں: ''اس حدیث کی روایت امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''ذم الملاهي'' میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کی ہے لیکن اس کا موقوفاً روایت کرنا زیادہ صحیح ہے۔'' [مزید تفصیلات کے لئے سنن أبی داود مع عون المعبود 4/435-436 وكتاب الأدب والزهد ص 254 وذم الملاهی لابن أبی الدنيا حديث: 12'13 والجامع الصغير للسيوطی حديث: 5809' 5810 والجامع الكبير حديث: 11383' 11384 والدرر المنتثرة حديث: 307 والتذكرة فی الأحاديث المشتهرة للزركشی ص 62 وكف الرعاع لابن حجر ص 270 وتلخيص الحبير لابن حجر 4/199 واللماز علی الغماز للسمهودی ص 154-155 والمقاصد الحسنة ص 296 وتميز الطيب ص 126 والاسرار المرفوعة ص 164 وكشف الخفاء 2/103-104 وفيض القدير للمناوی 4/413 والفوائد المجموعة للشوكانی ص 254 ونيل الأوطار 5/295 واحياء علوم الدين للغزالی 2/283 وتجنيس تدليس ص 303 وهذا حلال وهذا حرام للعطاء ص 204 وأسنی المطالب ص 211 وضعيف الجامع الصغير للألبانی حديث: 3940' 3941 وتخريج مشكاة المصابيح للألبانی حديث: 4810 وسلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة للألبانی حديث: 2430 واغاثة اللهفان ص 319 وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں]

[1] عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہما اللہ بیان کرتے ہیں کہ: ''میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: امام قطان رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ: اگر کوئی شخص ہر رخصت پر عمل کرنے لگے یعنی نبیذ کے بارے میں اہل کوفہ کی رخصت پر' سماع کے بارے میں اہل مدینہ کی رخصت پر اور متعہ کے بارے میں اہل مکہ کی رخصت پر تو یقیناً وہ فاسق ہو جائے گا۔'' اسی طرح سلیمان التیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''اگر تو تمام دنیا کی رخصت یا لغزش کو اپنانے لگے تو تیرے اندر تمام شر جمع ہو جائے گا۔'' [كذا فی اغاثة اللهفان ص305 وعون المعبود 4/437]

آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''ہمارے نزدیک یہ فاسقوں کا فعل ہے۔''[1]

ابراہیم بن المنذر الخزامی رحمہ اللہ سے بھی غنا کے متعلق ایسا ہی منقول ہے۔

لہٰذا غنا ہر حال میں مکروہ اور دین داروں کی شان سے خارج ہے۔ مساجد میں اِس کا اہتمام کرنا قطعاً ناجائز ہے۔[2] کیونکہ مساجد اِن مقاصد کے لئے ہرگز نہیں بنائی جاتیں بلکہ اُن کی صیانت اور وقار کا تحفظ ہر مسلمان پر واجب ہے۔ لہٰذا جو چیز فاسقوں کا شعار ہے اور نفاق کو اُگانے والی ہے' وہ مساجد میں کس طرح جائز ہو سکتی ہے؟

جہاں تک ''دف'' کے بجانے کا تعلق ہے تو وہ اس بارے میں سب سے سہل تر چیز ہے۔ نبی ﷺ نے نکاح کے موقع پر اِس کے بجانے کا حکم دیا ہے۔[3] نکاح کے علاوہ بعض دوسرے مواقع مثلاً عید اور اعلان جنگ وغیرہ کے لئے بھی اس کی رخصت ہے۔ میرے نزدیک اس کی تحریم واضح نہیں ہے'

[1] رواه الخلال في الأمر بالمعروف ص 17 وكذا في علل أحمد 1/238 والكافي لابن عبد البر 2/205 واغاثة اللهفان ص 299 وعون المعبود 4/437

[2] كذا في تحفة الأحوذي 2/170

[3] یہاں اُس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اعلنوا هذا النكاح واجعلوه في المساجد واضربوا عليه بالدف''۔ [جامع الترمذی مع التحفة 2/170] (نکاح کا اعلان کرو' اُس کو مساجد میں منعقد کرواو اُس موقع پر دف بجاؤ) لیکن اس حدیث کے متعلق خود امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''یہ حدیث حسن غریب ہے''۔ اس کی اسناد میں راوی عیسیٰ بن میمون ضعیف ہے۔ اس کے راویوں پر جرح اور تضعیف حدیث کی تفصیل کے لئے راقم کے مضمون ''شادی بیاہ کی تقریبات کے ضمن میں ایک اصلاحی تحریک کا جائزہ'' نیز الالبانیات میں سے صحیح ابن ماجه [حديث: 1537]، ضعيف ابن ماجه [حديث: 416]' ضعيف سنن الترمذي [ص 123]' الارواء الغليل [حديث: 1993]، آداب الزفاف [ص 111] اور ضعيف الجامع الصغير [حديث: 966] وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔ نکاح اور ولیمہ کے موقعوں پر دف بجانے کی رخصت بعض اور کتبِ احادیث میں بھی مروی ہے، مثلاً صحيح البخاري مع الفتح 9/202' جامع الترمذي مع التحفة 2/170' سنن النسائي مع التعليقات 2/80' سنن ابن ماجه كتاب النكاح باب =

بجز اس کے کہ اُس کا بجانے والا اگر مرد ہے تو وہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے اور اگر کوئی مرد کسی بھی طرح عورتوں کی مشابہت اختیار کرے تو اُس کے لئے ایسا کرنا حرام ہے۔[1] یا اسی طرح اگر دف میت کے قریب بجایا جائے تو بھی حرام ہے کیونکہ یہ قضائے الٰہی کے ساتھ غصہ وغضب اور اُس کے ساتھ جنگ کا اظہار ہے۔ اگر دف کا بجانا ان دونوں قباحتوں سے پاک ہو تو مجھے کسی بھی حال میں اُس کے بجانے میں کوئی حرام چیز نظر نہیں آتی۔

لیکن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب دفوں کو پھاڑ دیا کرتے تھے اور اِس معاملہ میں بہت متشدد رویہ رکھتے تھے۔[2]

امام احمد رحمہ اللہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب کے اِس شدید رویہ کا تذکرہ کیا ہے لیکن خود اس فعل کی موافقت میں نہیں گئے ہیں[3] کیونکہ سنت میں اِس کی رخصت وارد ہے جو کہ لائق اتباع ہے۔

رسول ﷺ کے ایک صحابی عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کسی عید کے موقع پر ''انبار'' نامی مقام پر موجود تھے، ان سے مروی ہے کہ: ''کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ ''تقلیس'' کرتے ہیں؟ وہ عہد رسالت

= 21، مسند أحمد 3/ 418، 4/ 77، مسند الطيالسي حديث: 1221، سنن الكبرىٰ للبيهقي 7/ 290، مجمع الزوائد للهيثمي 4/ 288، وذكره ابن قدامة المقدسي في المغني 6/ 538 وغیرہ۔

[1] كذا في تحفة الأحوذي للمباركفوري 2/ 170

[2] امام ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''تابعین کی ایک جماعت دفوں کو توڑ دیا کرتی تھی حالانکہ اُس وقت ایسے دف نہ تھے جیسے آج کل ہیں۔ حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: رسولوں کی سنت میں سے دف کسی چیز میں داخل نہیں ہے۔ ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ کا قول ہے: صوفیہ میں سے جو دف کو جائز رکھتے ہیں اور اُس پر رسول اللہ ﷺ سے دلیل لاتے ہیں وہ خطا پر ہیں کیونکہ ہمارے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ نکاح کا اعلان ہو۔ سب میں اُس کا شور مچ جائے اور لوگوں میں اُس کا چرچا ہونے لگے۔'' [تجنيس تدليس ص 308

[3] مسائل امام أحمد برواية ابن هانيء النيسابوري، رحمه الله، بتحقيق زهير الشاويش 2/ 174، طبع المكتب الاسلامي بدمشق.

میں بھی اسی طرح ''تقلیس'' کیا کرتے تھے۔''

زید بن ہارون رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''تقلیس'' کا معنی دف بجانا ہے۔''

اسی طرح انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''جب نبی ﷺ کا گزر قبیلہ بنی نجار کے پاس سے ہوا تو وہاں قبیلہ کی عورتیں دف بجا کر یہ اشعار پڑھ رہی تھیں:

نحن جوارٍ من بنی النجار   وحبذا محمد من جار

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ:

((**اللہ یعلم انی احبکم**)) ''اللہ جانتا ہے کہ میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔''[1]

ایک اور حدیث میں مروی ہے کہ: ''ایک عورت نے نبی ﷺ سے عرض کی کہ میں نے یہ نذر مانی

---

[1] اس کی تخریج امام حاکم رحمہ اللہ نے بطریق **اسحاق بن ابی طلحة عن انس رضی اللہ عنہ به** کی ہے، جب کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس کی روایت بریدہ رضی اللہ عنہ سے کی ہے اور اس پر ''**حسن صحیح غریب**'' ہونے کا حکم لگایا ہے۔ [تفصیل کے لئے **فتح الباری لابن حجر** 7/261-262 اور **تخریج مشکاة المصابیح للألبانی حدیث:** 6039 وغیرہ کی طرف مراجعت مفید ہوگی] اسی سلسلہ کی ایک اور حدیث میں مروی ہے کہ: ''جب نبی ﷺ نے مدینہ منورہ میں قدم رکھا تو وہاں کے بچے بچیاں اور عورتیں یہ اشعار پڑھ رہی تھیں: **طلع البدر علینا، من ثنیات الوداع ---- وجب الشکر علینا، مادعا اللہ** ''۔ ابو حامد الغزالی رحمہ اللہ اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ: ''عورتیں اور لڑکیاں ان اشعار کو خوش الحانی کے ساتھ گا رہی تھیں اور ساتھ میں دف بھی بجا رہی تھیں'' لیکن میں کہتا ہوں کہ اس واقعہ کی کوئی اصل نہیں ہے۔ یہ روایت فی نفسہ ''ضعیف'' بلکہ امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے الفاظ میں ''**معضل**'' ہے۔ امام ابو سعید رحمہ اللہ نے ''**شرف المصطفیٰ**'' میں ابو الحسن الخلعی رحمہ اللہ نے ''**فوائد**'' [2/59] میں اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''**دلائل النبوة**'' [2/233] میں اس کی تخریج کی ہے۔ امام عراقی رحمہ اللہ نے ''**تخریج الاحیاء**'' [2/244] میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے ''**بدایة والنهایة**'' [5/23] میں امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے ''**تلبیس ابلیس**'' [**بتحقیق خیر الدین وانلی** ص 251] میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ''**احادیث القصاص**'' [ص63-64] میں امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ''**فتح الباری**'' [7/261-262] میں امام ابن قیم رحمہ اللہ نے ''**زاد المعاد**'' =

کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو (غزوہ میں) سلامت رکھا تو (واپسی پر) میں آپ کے استقبال میں دف بجاؤں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اگر تو نے یہ نذر مانی تھی تو ایسا کر لے، ورنہ نہیں۔''[1]

حدیث میں یہ یا اِس سے ملتے جلتے الفاظ مروی ہیں۔

فی الجملہ رسول اللہ ﷺ نے اگرچہ دف بجانے والے کے لئے اس کی رخصت فرمائی ہے لیکن ہماری قطعی رائے یہی ہے کہ یہ بھی لہو ولعب ہی ہے۔ لہٰذا جو شخص اس کو دین بنا لے یا اسے اور قوالی یا گانا سننے کو اللہ سبحانہ کے تقرب اور اُس تک رسائی کا ذریعہ سمجھے تو وہ ہرگز اس دھوکہ میں نہ رہے کہ ان چیزوں کے ذریعہ وہ کبھی اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کر سکتا ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ وہ ان باتوں سے اللہ سبحانہ کے غضب اور اُس کی نفرت و کراہت ہی کو دعوت دیتا ہے۔

اگر اس محفل سماع میں عورتیں اور خوبرو لڑکے موجود ہوں (جیسا کہ عموماً ہوتا ہے) اور حاضرین اُنہیں دیکھتے بھی ہوں[2] تو بلاشبہ ان کا دین سلب ہو جاتا ہے۔ نتیجۃً اُن کے دل فتنہ سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ اِس طرح سماع اور قوالی کی محفلوں میں اللہ تعالیٰ کے اُس حکم کی خلاف ورزی بھی ہوتی

=[13/3] میں علامہ خضری رحمہ اللہ نے ''نور الیقین'' [ص 86] میں اور علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ نے ''سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة'' [63/2] میں اِس کو وارد کیا ہے۔ حافظ عراقی رحمہ اللہ ''تخريج الأحياء'' میں تصریحاً لکھتے ہیں کہ: ''**وليس فيه ذكر للدف والالحان، كما أورده الغزالى.**''

[1] اِس حدیث کی روایت امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح'' میں، امام ابوداود رحمہ اللہ نے اپنی ''سنن'' [**مع عون المعبود** 235/3] میں، امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی ''جامع'' [**مع تحفة الأحوذى** 316/4-317] میں اور امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی ''مسند'' [353/5، 356] میں کی ہے۔ امام ابن القطان رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ''میرے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے اور اِس کے ضعف کا سبب راوی علی بن حسین بن واقد ہے۔'' لیکن واضح رہے کہ امام ابوداود رحمہ اللہ کی سند میں مذکورہ راوی موجود نہیں ہے۔

[2] امام ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''ابوعبدالرحمٰن السلمی نے ایک کتاب موسوم بہ ''سنن الصوفية''=

ہے، جس میں فرمایا گیا ہے کہ:

﴿قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ﴾

''اور آپ مؤمنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔'' (النور: 30)

= تصنیف کی ہے اور کتاب کے آخر میں اِس عنوان کا ایک باب باندھا ہے: ''باب اُن چیزوں کے بیان میں جن کے لئے صوفیہ کے نزدیک رخصت ہے'' اور اِس باب میں رقص' غنا اور اچھی صورت کا دیکھنا بیان کیا ہے۔ [تجنیس تدلیس ص 334] امام ابن الجوزی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ: ''ہمارے شیخ محمد بن ناصر الحافظ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ابن طاہر المقدسی نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس میں امردوں کو دیکھنے کا جواز لکھا ہے لیکن مصنف (یعنی امام ابن الجوزی) رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: جس شخص کی شہوت امرد کی طرف دیکھنے سے حرکت میں آئے تو اُس کو دیکھنا حرام ہے اور جب کوئی انسان یہ دعویٰ کرے کہ خوبصورت امرد کو دیکھنے سے اُس کی شہوت میں جوش نہیں آتا تو وہ جھوٹا ہے۔'' [المصدر السابق ص 335] مزید فرماتے ہیں کہ: ''ابو الطیب الطبری رحمہ اللہ نے ہم سے یہ بیان کیا ہے کہ مجھے اُس قوم کے متعلق جو راگ سنتی ہے' یہ خبر ملی ہے کہ یہ لوگ سماع کے ساتھ امرد کی طرف نظر کرنے کو بھی ضروری خیال کرتے ہیں اور بسا اوقات امرد کو زیورات اور رنگین کپڑوں اور زریں لباس سے آراستہ و پیراستہ بھی کرتے ہیں اور یہ گمان رکھتے ہیں کہ یہ حرکت عین ایمان ہے۔ امرد کو دیکھنے سے عبرت حاصل ہوتی ہے اور اس نظر سے صنعت سے صانع پر استدلال لانا مقصود ہوتا ہے۔ حالانکہ ان باتوں سے حد درجہ نفسانی خواہش کا بندہ ہونا' عقل کو فریب دینا اور علم کی خلاف ورزی کرنا معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُوْنَ﴾ [الذاریات: 21] ''اللہ تعالیٰ کی آیتیں خود تمہاری ذاتوں میں موجود ہیں' کیا تمہیں نظر نہیں آتا۔'' اور فرمایا ہے: ﴿أَفَلَا يَنْظُرُوْنَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ﴾ [الغاشیۃ: 17] ''کیا اونٹ کی طرف نظر نہیں کرتے کہ کس طور پر پیدا کیا گیا ہے۔'' اور مزید فرمایا: ﴿أَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ [الأعراف: 185] ''کیا زمین و آسمان کی کائنات پر غور نہیں کرتے۔'' اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں سے عبرت حاصل کرنے کا حکم دیا تھا' ان کو چھوڑ کر یہ لوگ اس چیز میں پڑ گئے جس سے اُس نے منع فرمایا ہے اور اصل یہ ہے کہ اس گروہ کے لوگ فقط عمدہ عمدہ غذائیں اور لذیز کھانے کھا کھا کر مذکورہ حرکتیں کرتے ہیں۔ جب غذاؤں سے اُن کا جی خوب بھر جاتا ہے تو وہ ناچ اور راگ اور خوبصورت امردوں کو دیکھنے کی خواہشوں میں پڑ جاتے ہیں۔'' [تجنیس تدلیس ص 337۔338]

قرآنِ کریم کی یہ آیت قوّالوں اور قوّالی سننے والوں کی غلطی اور اُن کی اللہ تعالیٰ کے اِس حکم کی صریح خلاف ورزی پر دلالت کرتی ہے۔ اِسی آیت کے آگے یہ ارشاد بھی ہوتا ہے:

﴿وَيَحْفَظُوا۟ فُرُوجَهُمْ﴾

''اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔'' (النور:30)

لیکن جو شخص پہلے حکم ربانی کی مخالفت کا ارتکاب کرے' اُس کے لئے دوسرے حکم کی عملاً خلاف ورزی عین ممکن ہو جاتی ہے۔ لہٰذا یہ امور انسانوں کے لئے تزکیۂ نفس کا باعث کیوں کر ہو سکتے ہیں؟ جو شخص ان برائیوں میں مبتلا ہو چکا ہو' اُس کے لئے راہِ نجات صرف یہ ہے کہ:

﴿وَتُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ ٱلْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

''اور اے مؤمنو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو، تاکہ تم فلاح پاسکو۔'' (النور:31)

اِس نظر میں جو خطرات اور مضرات پوشیدہ ہیں' اُن کے پیشِ نظر بعض تابعین نے فرمایا ہے کہ: ''میں کسی نوعمر زاہد کے متعلق جس کے پاس امرد لڑکا بیٹھتا ہو، سات گُنا زیادہ ڈرتا ہوں۔'' ابو سہل رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ''اس اُمت میں ایک ایسی قوم ہوگی جو لائطون کہلائے گی۔ اُن کی تین قسمیں ہوں گی' ایک وہ جو نظر کے ذریعہ اِس کی مرتکب ہوگی' دوسری وہ جو مصافحہ کے ذریعہ اور تیسری وہ جو بالفعل اِس بدکاری میں مبتلا ہوگی۔'' اور حسن بن ذکوان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''اولادِ اغنیاء کو اپنے پاس نہ بٹھاؤ کیونکہ ان کی شکل عورتوں کی صورت جیسی ہوتی ہے اور وہ کنواری دوشیزاؤں سے زیادہ شدید تر فتنہ ہیں''۔[1]

[1] امام ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''شریعت میں امردوں کے ساتھ ہم نشینی کی ممانعت آئی ہے اور علماء نے اِس سے بچنے کے لئے ہدایت وتاکید فرمائی ہے۔'' ''انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: تم شہزادوں کے پاس نہ بیٹھو کیونکہ اُن کا فتنہ دوشیزہ لڑکیوں کے فتنہ سے بھی زیادہ سخت ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔ جب عبد القیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو اُن میں ایک روشن چہرہ والا امرد لڑکا بھی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اُس کو اپنی پُشت مبارک کے پیچھے بٹھایا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص کسی امرد لڑکے کو نظر جما کر دیکھے۔'' امردوں کی ہم نشینی =

لہٰذا کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اپنی مرضی، خیال اور خواہش کے مطابق جس چیز کو بہتر گمان کرے اُسے اپنا دین بنالے، یا اُسے صلابتِ دین اور قوتِ ایمان تصور کرنے لگے۔ کیونکہ جو

= اور اُن کی طرف بغرض تلذذ دیکھنے سے احتراز کرنے کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کے علاوہ بعض اسلاف اُمت سے بھی انتہائی شدید تر اقوال منقول ہیں جن میں سے چند عبرت کے لئے یہاں درج کئے جاتے ہیں: ''عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: مجھ کو کسی عالم پر ایذاء رساں درندے کا بھی اِس قدر خوف نہیں ہے جتنا کہ امرد لڑکے کی طرف سے ڈر ہے۔ عبدالعزیز ابن أبی السائب نے اپنے والد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ: میں ایک عابد شخص پر ایک مرد لڑکے کے بارے میں ستر کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ ڈرتا ہوں۔ ابوعلی روزباری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ میں نے جنید رحمہ اللہ سے سنا ہے کہتے تھے کہ: امام أحمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص آیا۔ اُس کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا بھی تھا۔ آپ نے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ میرا بیٹا ہے۔ کہنے لگے کہ اب دوبارہ اِس کو اپنے ہمراہ نہ لانا۔...... حسن بزار رحمہ اللہ کی نسبت سُنا ہے کہ وہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پاس آئے اور اُن کے ساتھ ایک خوبصورت امرد لڑکا تھا۔ اُن سے باتیں کیں، جب اُٹھ کر جانے لگے تو ابوعبداللہ (امام أحمد رحمہ اللہ) نے اُن سے کہا: اے ابوعلی! اِس لڑکے کے ساتھ کسی راستہ میں نہ چلا کرو۔ کہنے لگے: یہ تو میرا بھانجہ ہے۔ جواب دیا کہ: خواہ بھانجہ ہی ہوتا کہ لوگ تمہارے بارے میں بدگمانی سے ہلاک نہ ہوں۔ شجاع بن مخلد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بشر بن حارث رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ: اِن نوعمروں سے پرہیز کرو۔ فتح موصلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: میں تیس مشائخ سے ملا ہوں جو ابدال شمار کئے جاتے تھے۔ اُن میں سے ہر شیخ نے مجھ کو رخصت ہوتے وقت یہ وصیت کی کہ نوجوانوں کی ہمنشینی سے بچتے رہنا۔...... ابومنصور عبدالقادر بن طاہر رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: جو شخص نوجوانوں سے صحبت رکھے گا مکروہات میں پڑ جائے گا۔ سلام رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم سے ابوعبدالرحمٰن السلمی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ: مظفر قرمیسی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: جو کوئی بشرطِ سلامت و نصیحت نوجوانوں سے صحبت رکھے گا تو بلا میں گرفتار ہو جائے گا۔ پھر اُس شخص کا کیا پوچھنا جو کہ بغیر شرطِ سلامت اُن سے صحبت رکھے۔...... امام سفیان الثوری رحمہ اللہ کسی امرد کو اپنے پاس نہیں بیٹھنے دیتے تھے۔...... ابواُسامہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ: ہم ایک شیخ کے پاس تھے جو حدیث بیان کرتے تھے۔ اُن کے پاس ایک لڑکا رہ گیا جو کہ اُن کو حدیث سناتا تھا۔ میں نے اٹھنا چاہا تو اُنہوں نے میرا دامن پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ ٹھہرو، اِس لڑکے کو فارغ ہو جانے دو۔ آپ نے اُس لڑکے کے ساتھ خلوت میں رہنا ناپسند کیا۔...... (امام ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:) نوجوانوں کی صحبت ابلیس کا بڑا مضبوط جال ہے، جس سے وہ صوفیوں کو شکار کرتا ہے۔ ابوعبدالرحمٰن السلمی رحمہ اللہ نے ہم سے نقل کیا کہ: میں نے ابوبکر الرازی رحمہ اللہ سے سنا کہ یوسف بن حسین رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے خلقت کی آفات پر غور =

حدود اللہ کی مخالفت کرے اور ایسی صورتوں کی طرف نظر کرے جن کی طرف دیکھنا از روئے شریعت اُس پر حرام کیا گیا ہے تو اُس سے عصمت رخصت ہو جاتی ہے' پھر وہ نفس کی اتباع اور وکالت کرنے لگتا ہے۔کوئی ذی ہوش اور دانا شخص ایسا کیسے کرسکتا ہے؟

یہ بات بھی معروف ہے کہ داود علیہ السلام نوع بشر میں نہایت عبادت گزار اور اللہ تعالیٰ کے نبیوں میں سے ایک برگزیدہ نبی تھے۔اُن کے پاس آسمانی خبریں آتی تھیں اور اُن کے پاس وحی لانے میں ملائکہ ایک دوسرے پر سبقت لیجانے کی کوشش کیا کرتے تھے۔مگر اِن تمام صفات کے باوجود وہ صرف ایک (عورت کی طرف) نظر کرنے کے سبب گنہگار ہو گئے تھے۔[1]

=کیا' تو معلوم ہو گیا کہ کہاں سے آئی ہیں۔اور صوفیہ کی آفتیں میں نے نوجوانوں کی صحبت ناجنس کی ہم نشینی اور عورتوں کی رفاقت میں پائی ہیں۔......ابوسعید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: اِس بلاء سے صوفیہ بہت کم نجات پاتے ہیں۔'' [تجنیس تدلیس ص 346۔348] اِسی طرح سعید بن المسیب رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: جب تم کسی کو دیکھو کہ امرد لڑکے کو نظر جما کر دیکھ رہا ہے تو اُس کو تہمت لگا دو۔......ابن عقیل رحمہ اللہ نے کہا کہ: جو شخص یوں کہتا ہے کہ مجھ کو اچھی صورتوں کے دیکھنے سے کچھ خوف نہیں ہے تو اُس کا یہ قول بے بنیاد ہے کیونکہ شریعت کا خطاب ہر ایک کے لئے عام ہے۔کسی کو اس سے ممتاز یا مستثنیٰ نہیں کیا جا سکتا ہے۔قرآنِ کریم کی آیتیں ایسے دعووں کا انکار کرتی ہیں۔......اب جو شخص یوں کہے کہ میں اچھی صورتوں سے عبرت لیتا ہوں تو ہم اُس کو جھوٹا کہیں گے اور جو کوئی اپنے آپ کو طبیعت میں ہماری طبیعت سے ممتاز اور جدا سمجھے ہم اُس کے دعویٰ کو باطل قرار دیں گے۔یہ باتیں صرف شیطان کا مکر و فریب ہیں جو کہ دعویٰ کرنے والوں کو دھوکہ دے رہا ہے۔'' [المصدر السابق ص335۔339]

[1] میں کہتا ہوں کہ یہاں علامہ ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ سے یقیناً خطاء ہوئی ہے کیونکہ اِس سلسلہ میں جو تین چار روایتیں احادیث' قصص الأنبیاء' تواریخ اور تفاسیر کی کتب میں ملتی ہیں وہ قطعی ''موضوع'' یعنی من گھڑت' باطل اور ناقابل اعتماد ہیں۔یہ روایات اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نبی کی عصمت کو تار تار کر دینے کے در پے ہیں اور اصلاً ان کا ماخذ بے بنیاد اسرائیلی قصے ہیں' جو ہمارے یہاں مشہور ہو گئے ہیں۔فانا للہ وانا الیہ راجعون۔کسی اسرائیلی قصہ کے ردّ و قبول کے لئے باتفاقِ مسلمین جو شرائط مقرر کی گئی ہیں اُن میں سے ایک اہم شرط یہ ہے کہ اہل کتاب کے صرف اُنہی قصوں کو کوئی وقعت دی جا سکتی ہے جن کی تائید میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی صحیح اور ثابت حدیث مروی ہو۔اِس موضوع پر ایک مفصل مضمون زیر ترتیب ہے' جس میں ان شاء اللہ ان روایات پر سیر حاصل بحث کی جائے گی۔وباللہ التوفیق۔

اِسی طرح بنی اسرائیل کے بعض عابد جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ستر سال زندگی صرف کی تھی، محض ایک عورت کی طرف دیکھنے سے اُس کے فتنہ میں گرفتار ہو گئے تھے۔ [1]

اور برصیصا جو کہ انتہائی عابد شخص تھا' اِسی نظر کے سبب ہلاک ہوا تھا۔ [2]

اِن تمام مضرات کے باعث ہی نبی ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو کسی غیر عورت کی طرف بار بار دیکھنے سے منع فرمایا تھا۔ پہلی نظر پڑ جانا تو بجا اور درست ہے لیکن دوسری نظر کی اجازت نہیں ہے۔ حدیث کے الفاظ اِس طرح ہیں: ''**لا تتبع النظرة النظرة، فانها لک الأولی، ولیست لک الأخری.**'' [3]

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو اُمت کے سرداروں میں سے تھے' دین وعلم شریعت نیز معرفت حق اور حلّت وحرمت کے مابین تمیز میں نہایت اعلیٰ وارفع مقام رکھتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اُن کو اس نظر کی بار بار اجازت نہیں دی تو اے مغرور' جاہل اور اپنے نفس پر ظلم کرنے والے انسان! تیرا کیا مقام ہے؟ آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں یہ صوفیاء دین کے کس مقام پر کھڑے ہیں؟

---

[1] اور [2] یہ تمام بنی اسرائیلی قصے ہیں جو بعد میں مسلمانوں کے درمیان مشہور ہو گئے تھے۔ برصیصا کا قصہ امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے بھی ''تلبیس ابلیس'' میں ذکر کیا ہے [ملاحظہ ہو: تجنیس تدلیس ص 345] لیکن ان تمام روایات کی صحت کا حال تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔

[3] یہ حدیث ''حسن'' ہے' اور بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اِس کی تخریج امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی ''جامع'' [مع تحفة الأحوذی 4/14] میں' امام ابوداود رحمہ اللہ نے اپنی ''سنن'' [مع عون المعبود 2/212] میں' امام دارمی رحمہ اللہ نے اپنی ''سنن'' کی کتاب الرقاق باب 3 میں' امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی ''مسند'' [5/351' 353' 357] میں' امام حاکم رحمہ اللہ نے ''مستدرک علی الصحیحین'' [3/194] میں' امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''سنن الکبریٰ'' [7/90] میں اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے ''شرح معانی الآثار'' [2/8-9] و ''مشکل الآثار'' [2/352] میں کی ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ کی سند میں راوی شریک خراب حافظہ کا مالک ہے اور باقی دوسری اسناد میں راوی ابن اسحاق مدلس ہے۔

اُسامہ بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

«مَا تَرَكْتُ فِتنَةً بَعْدِي أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ»

''میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے بڑھ کر مضر کوئی فتنہ نہیں چھوڑا ہے۔''[1]

ایک اور اثر میں وارد ہے:

«إِنَّ النَّظْرَةَ سَهْمٌ مَسْمُومٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيسَ»

''بیشک نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے۔''[2]

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

«الْعَيْنَانَ تَزْنِيَانِ، وَزِنَاهُمَا النَّظْرُ»

---

[1] یہ حدیث ''صحیح'' ہے اور اُسامہ بن زید سے مروی ہے۔ شیخین، امام احمد بن حنبل، امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ رحمہم اللہ نے اِس کی تخریج کی ہے۔ علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے ''المقاصد الحسنة'' [ص 364] میں، علامہ شیبانی الاثری رحمہ اللہ نے ''تمییز الطیب من الخبیث'' [ص 161] میں، علامہ عجلونی رحمہ اللہ نے ''کشف الخفاء ومزیل الالباس'' [2/239] میں، علامہ حوت البیروتی رحمہ اللہ نے ''أسنی المطالب'' [ص 268] میں اور علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ نے ''صحیح الجامع الصغیر وزیادته'' [2/980] و ''تخریج مشکاة المصابیح'' [حدیث: 3085] وغیرہ میں اس کو وارد کیا ہے۔

[2] یہ حدیث ''انتہائی ضعیف'' ہے۔ اِس کی اسناد میں ایک راوی عبد الرحمٰن بن اسحاق الواسطی موجود ہے جس کی تضعیف کی گئی ہے۔ اِس حدیث کی روایت امام قضاعی رحمہ اللہ نے ''مسند الشهاب'' [1/21] میں اور امام حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ نے ''مستدرک علی الصحیحین'' [4/313-314] وغیرہ میں کی ہے۔ علامہ منذری رحمہ اللہ نے ''الترغیب والترهیب'' [3/63] میں اور علامہ محمد بن ناصر الدین الألبانی رحمہ اللہ نے ''سلسلة الأحادیث الضعیفة والموضوعة'' [3/177] وغیرہ میں اس کو وارد کیا ہے۔

''آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں اور اُن کا زنا نظر ہے۔''[1]

جب کہ غنا کے متعلق فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا قول ہے کہ:

«الْغِنَاءُ رُقْيَةُ الزِّنَا» ''غنا زنا کا منتر ہے۔''[2]

چنانچہ اگر زنا کا منتر اور اُس کا داعیہ دونوں ایک ساتھ جمع ہو جائیں تو اُس کے اسباب کی تکمیل ہو جاتی ہے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا قول ہے کہ:

''میرے پاس بعض ثقات جو کہ علم کا ستون ہیں' کی یہ خبر پہنچی ہے کہ معازف وموسیقی کی موجودگی' گانا سننا اور اُس کے ساتھ دلچسپی اور لگاؤ دل میں نفاق کو اُگاتا ہے' جس طرح پانی

---

[1] یہ حدیث ''صحیح'' ہے، اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی ''مسند'' [1/412، 2/342، 344، 372، 411، 528، 535، 536] میں اور امام طبرانی رحمہ اللہ نے ''المعجم الکبیر'' میں اِس کی تخریج کی ہے۔ علامہ نورالدین ہیثمی رحمہ اللہ نے ''مجمع الزوائد ومنبع الفوائد'' [6/256] میں' علامہ محمد بن ناصرالدین الألبانی رحمہ اللہ نے ''صحیح الجامع الصغیر وزیادته'' [2/761]و''ارواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل'' [حدیث: 2370] وغیرہ میں اِس کو وارد کیا ہے۔ اِس مضمون کی ایک اور روایت میں ''الزنا العین النظر'' ''آنکھوں کا زنا نظر ہے۔'' کے الفاظ مروی ہیں جس کی روایت امام محمد اسماعیل البخاری رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح'' [مع فتح الباری 11/26' 502] اور امام ابوداود رحمہ اللہ نے اپنی ''سنن'' [مع عون المعبود 2/212] میں کی ہے۔

[2] امام نووی رحمہ اللہ ''شرح مسلم'' میں فرماتے: ''یہ مشہور مثالوں میں سے ایک مثال ہے''۔ اس کا تذکرہ مختصراً صفحہ نمبر 10 پر ہو چکا ہے۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کے اِس قول کو ابو حامد الغزالی، حکیم الترمذی، اسماعیل العجلونی، ابن الجوزی اور ملا علی القاری وغیرہم رحمہم اللہ نے بھی نقل کیا ہے۔ [تفصیل کے لئے اغاثة اللهفان ص 318، الأسرار المرفوعة ص 164، کشف الخفاء 2/106' تجنیس تدلیس ص 291 اور منہیات للحکیم الترمذی مع التعلیق ص 148 وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں]

گھاس کو اُگا تا ہے۔[1]

لہٰذا جو شخص کل روز قیامت اپنی نجات چاہتا ہو' ائمہ ہدایت کے ساتھ مصاحبت کا خواہاں ہو' تمام مردود اور غیر شرعی راہوں پر چلنے سے محفوظ رہنے نیز ان سے سلامتی کا طلب گار ہو تو اس کے لئے کتاب اللہ (قرآن کریم) ہی کافی ہے جو کچھ کتاب اللہ میں مذکور ہے وہ اس پر عمل کرے۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی اتباع کے لئے ان کی سنت کی طرف رجوع کرے کہ وہ کن معاملات میں کس طرح عمل پیرا تھے' اپنے قول وفعل سے اپنے آپ کو اس اسوہ حسنہ سے دور نہ رکھے' اپنی عبادات اور اپنی تمام جدوجہد کو ان کے طریقہ کے مطابق انجام دے اور اپنا راستہ ان کے طریق زندگی سے جوڑ دے کیونکہ ان کا راستہ ہی صراط مستقیم ہے جس کی قرآن کریم میں اللہ سبحان وتعالیٰ نے ہمیں تعلیم فرمائی ہے۔ ہم سے اس کا مطالبہ کیا ہے اور ہماری عبادات میں سے ہر نماز کی صحت کو اپنی تعلیم فرمودہ اسی دعا پر موقوف فرمایا ہے کہ:

﴿ اَهۡدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلۡمُسۡتَقِيمَ ○ صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ أَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ ٱلۡمَغۡضُوبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ ﴾

''اور ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت فرما۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا ہے نہ کہ ان لوگوں کا راستہ جن پر غضب کیا گیا ہے اور نہ ہی ان لوگوں کا راستہ جو (راہ راست) سے بھٹک گئے ہیں۔'' (الفاتحہ:6'7)

چنانچہ جس نے اس امر میں شک کیا کہ نبی ﷺ صراط مستقیم پر تھے تو وہ دین سے خارج ہو گیا اور تمام مسلمانوں کے دائرہ سے بھی نکل گیا مگر جس نے اس بات کی تصدیق کی' اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانا' اسلام کو اپنا دین سمجھا' محمد ﷺ کو اپنا نبی ماننے پر راضی ہوا اور اس نے اس بات کو بھی مانا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے نبی ﷺ کی اتباع کرنے کا حکم دیا ہے تو اس نے فلاح

[1] كذا في تجنيس تدليس ص 304 واغاثة اللهفان ص 323 و عون المعبود 4/436
نوٹ: اس کا بھی تفصیلی تذکرہ صفحہ نمبر 10 پر ہو چکا ہے۔

پائی۔ نبی کی اتباع کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾

''اور (نبی ﷺ) کی اتباع کرو تا کہ تم راہ راست پر آ جاؤ۔'' (الاعراف: 158)

اس آیت کے علاوہ بعض دوسری آیات میں بھی اسی بات کا حکم دیا گیا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

«عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّواجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ»

''میرا اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء کا طریقہ اختیار کرو۔ اس کو اچھی طرح پکڑے رہو' اور سختی کے ساتھ اس کو دانتوں سے جکڑے رہو۔ البتہ نئی باتوں سے بچنا' کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''[1]

ایک اور ارشاد نبوی اس طرح مروی ہے:

«خَيْرُ الهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرُّ الأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا»

''بہترین ہدایت محمد ﷺ کی ہدایت ہے اور اس میں نئی چیزیں بدترین باتیں ہیں۔''

لہٰذا حق کے اس سیدھے راستہ کے ادھر ادھر دیکھنا یقیناً وبال کا باعث ہے۔ جو شخص اس صراط مستقیم سے پھر کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ تک پہنچنا چاہے تو حق تک اس کی رسائی ناممکن ہے اور اگر وہ

---

[1] سنن ابی داود مع عون المعبود 4/330 ' مسند احمد 4/126 ' سنن ابن ماجه المقدمة باب: 6 ' سنن الدارمی المقدمه باب: 15' و کذا فی الاعتصام للشاطبی الغرناطی 1/70

اس صراط مستقیم سے ہٹ کر اللہ کی رضا کا طالب ہو تو اس کے لئے فقط اللہ تعالیٰ کی نفرت اور اس سے دوری ہی مقدر ہے۔ کیا اب بھی تم اس کے پر ہدایت راستہ کی طلب و جستجو نہیں کرتے ؟ اور اس کے رسول ﷺ کی بہترین اتباع کو اپنے لئے مشعل راہ نہیں بناتے ؟ جو شخص ان چیزوں کا طالب نہ ہو تو وہ جان لے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے راستہ کے سوا تمام راستے شیطانی ہیں جو رحمٰن کے غضب کے علاوہ کسی اور جگہ نہیں پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾

''اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو سیدھا ہے۔ سو اس راستہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ تم کو اللہ تعالیٰ نے اس کا تاکیدی حکم دیا ہے تا کہ تم (اس راہ کی خلاف ورزی سے) احتیاط کرو۔'' (الانعام: 153)

ایک اور حدیث میں مروی ہے کہ:

''نبی ﷺ نے ایک سیدھا خط کھینچا اور فرمایا: ''یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے۔ پھر اس سیدھے خط کے ادھر ادھر مختلف خطوط کھینچے اور فرمایا کہ یہ شیطانی راستے ہیں۔ ان میں سے ہر راستہ پر ایک شیطان ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے۔ لہٰذا جو ان کے بلانے پر ادھر ادھر جائے تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔'' [1]

یا حدیث میں اس سے ملتے جلتے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

لہٰذا جان لو کہ سبیل اللہ (اللہ کے راستہ) کے ماسوا جتنی بھی راہیں ہیں وہ سب شیطانی ہیں۔ جو ان سے اپنا رشتہ جوڑے گا اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا راستہ وہ ہے جس پر کہ اس کے

[1] اس حدیث کی روایت امام احمد بن حنبل، امام نسائی اور امام دارمی وغیرہم رحمہم اللہ نے کی ہے۔ اس کی اسناد ''حسن'' درجے کی ہیں اگرچہ امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کی ''تصحیح'' فرمائی ہے۔ علامہ محمد بن ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے ''تخریج مشکاۃ المصابیح'' [حدیث: 166] میں اس کو وارد کیا ہے۔

رسول ﷺ' اس کے اولیاء' صحابہ کرام اور سابقون الاولون قائم تھے' پھر ان کے بعد اسی راستہ پر روز قیامت تک ان کی اتباع کرنے والے بہ طریقہ احسن واکمل قائم رہیں گے۔

﴿رَّضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُواْ عَنْهُۚ﴾

''اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے۔''
(المائدہ: 119)

اور فرمایا:

﴿أَعَدَّ ٱللَّهُ لَهُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَاۚ ذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ﴾

''اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کرر کھے ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔'' (التوبہ: 89)

جس شخص نے اس سبیل اللہ سے اپنا رشتہ جوڑا وہ سعادت مند' خوش بخت اور بڑے نصیبوں والا ہے۔ اور جس نے اس راستہ کو چھوڑ دیا وہ باری تعالیٰ کی ان تمام نعمتوں اور رحمتوں سے محروم رہے گا۔ یہ معروف ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا راستہ کوئی پوشیدہ چیز نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی سنت' اخلاق اور سیرت وہ تمام چیزیں جن پر آپ کی عبادتوں کا انحصار تھا' اور ان کی کیفیات اہل علم حضرات' ان کی اتباع واقتداء کو محبوب رکھنے والوں' نیز ان کے منہج کو اپنا راستہ بنانے والوں کے نزدیک پوری طرح واضح اور مشہور ہیں۔

یہ بات بھی اپنی جگہ حق ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی جس کی ہدایت وسلامتی چاہے وہی ہدایت پاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿مَن يَهْدِ ٱللَّهُ فَهُوَ ٱلْمُهْتَدِۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُۥ وَلِيًّا مُّرْشِدًا﴾

''جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے وہی ہدایت پاتا ہے اور جس کو وہ گمراہ کر دے تو اس

کے لئے آپ کوئی راہ بتانے والا مددگار نہ پائیں گے۔" (الکہف: 17)

اختتام:

اللہ تعالیٰ کی بے پناہ حمد ہے کہ اس نے ہمیں اور آپ کو صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھا ہے۔ ہمیں اور آپ کو اپنی رحمتوں اور جنتوں کے باغات کی بشارت دی ہے جس میں ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ہمیشہ رہنا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا اجر کبھی ختم نہ ہونے والا اور بہت عظیم ہے۔

لہٰذا مخلوق میں سے اے مسکین آدمی' جس کے لئے جہنم اور پرنعمت جنتیں پیدا کی گئی ہیں! کتنا قابل غور اور کس قدر اہم معاملہ ہے کہ اگر تو غنا اور آلات لہو ولعب کو سنے گا' اللہ کے حرام کردہ نفوس کی طرف دیکھے گا' مشتبہ غذائیں کھا کر ان سے اپنا پیٹ بھرے گا' رقص اور وجد سے اپنے نفس کو راضی کرے گا' اپنے بیش قیمت اور عزیز اوقات کو ان خسیس حالات میں گنوائے گا' اپنی عمر کو ایسی باتوں میں جن کی کوئی قیمت و وقعت نہیں ہے یا ان قابل مذمت خصائل کے اکتساب میں یا اپنے مخلوق جسم کو ایسی عبادات اور ریاضتوں میں مشغول رکھ کر جن کی اللہ تعالیٰ نے ممانعت فرمائی ہے یا بطالوں کی مجلسوں اور محفلوں میں بیٹھ کر یا فاسقوں اور جاہلوں جیسے اعمال کر کے ضائع کرے گا تو تجھے حقیقت حال اس وقت معلوم ہوگی جب کہ ان سب چیزوں پر سے پردہ اٹھایا جائے گا اور قضاء کا وقت نازل ہوگا۔ اس وقت تو سابقین الاولین' علمائے حق اور عاملین سنت کے اجر وانعام بچشم خود دیکھ کر بے حد نادم اور پرملال ہوگا۔ اس وقت تیرا شمار حد سے تجاوز کرنے والوں' افراط وتفریط سے کام لینے والوں' حکم الٰہی کی خلاف ورزی کرنے والوں' بطال اور غافلوں کے ساتھ ہوگا۔ اس وقت تیرے قدم ڈگمگائیں گے' تیرے اوپر غم والم کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں گے' تیرے اندر شدید پشیمانی اور ندامت ہوگی۔ اس وقت تیرے رونے اور چلانے پر کوئی رحم نہیں کھائے گا' نہ تیری شکایتوں پر کوئی کان دھرے گا' نہ کوئی تجھ سے تیری

ندامت کا سبب پوچھے گا اور نہ ہی کوئی تجھے اللہ تعالیٰ کے دردناک عذاب سے نجات دلائے گا' الا یہ کہ خود اللہ تعالیٰ ہی تجھ پر رحم فرمادے۔

اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو اس غفلت سے جاگنے کا ایک موقع عطا فرمایا ہے تا کہ ہم اس کی ان تمام رحمتوں سے بہرہ ور ہو سکیں جن کو اس نے ہم سب کے لئے پیدا فرمایا ہے۔

وَالْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ، وَصَلَّى اللهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا.



دارُالسّلام

کتاب و سنّت کی اشاعت کا عالمی اِدارہ

